قرآن کا سائنسی اُسلوب دعوت اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت وضرورت

Significance of the Scientific Style of Holy Qur'an for Da'wah in Modern Era

Sadaqat Hussain[1]

Zafar Ahmad Khan[2]

Rashida Fatima[3]

Abstract:

Beginning of Islam, companions of the Holy Prophet (PBUH) used to interpret the verses in a scientific manner. People were preached to in accordance with the available scientific resources at the time. Modern man seems to be convinced when taught using modern learning techniques, owing to the advancement of scientific knowledge. These educated minds want to understand the significance and truthfulness of the Qur'an in a logical and scientific manner. The question of the usefulness of scientific commentary and its social effects on the present world arises. The objective of the study is to highlight the scientific aspects of Qur'anic verses/ exegesis in view of present scientific theories. Data includes Holy Qur'an, Hadith, books, articles and online sources. The Qur'an is clear evidence of horizons and souls, as a remembrance, a card, to hear and see, or an intellect, to be used, as litigation, a word for it, to manage it, to remember. Scientific exegesis of Holy Qur'an is effective to attract the intellectual and educated minds. Because of its effectiveness, some scholars have adopted this methodology in writing exegesis to convince the new generation. Holy Qur'an invites people to ponder on universe and their own selves. Holy Qur'an includes verses which are linked with different sciences. There is no gap between science and Qur'an. Atheists and secular intellectuals misuses scientific theories and try to portray religion as the enemy of science. However, science supports Qur'an and Qur'an supports science.

Keyword: *Scientific Interpretation, Efficacy, Legitimacy, Scientific Discoveries, Spirituality*

موجودہ دور مفید اور غیر مفید سائنسی ایجادات کا ایک ایسا تسلسل ہے، جس کا عام الناس اور خواص سب پر برابر اثر پڑا ہے، ان اثرات کی

[1]. Lecturer/PhD Scholar Islamic Studies National University of Modern languages Islamabad sadaqatajk2@gmail.com

[2]. PhD Scholar Islamic Studies, lecturer Islamic studies at AJK University Muzaffarabad

[3]. Lecturer Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (Must)

بدولت دعوت دین کے فروغ کے لئے قرآنی آیات کی سائنسی تفاسیر کی گئی ہیں، جس کے باعث لوگوں کی زندگی اچھی اور مثبت تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اسی بناء پر کئی مفسرین نے نئی نسل کو دعوت دین کے لئے اس رجحان کو اپنایا جس سے کافی اثرات مرتب ہوئے۔ قرآن فہمی کے حصول کے لیے یہ ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ اس کی وجہ سے قرآن مجید کا جو ذوق پیدا ہوا وہ سائنسی تفسیر کی مرہون منت ہے۔

عصر حاضر میں سائنسی تفسیر کی معنویت

قرآن کا اسلوب دعوت کی حیثیت ایک آسمانی بلکہ کائناتی خطیب کی سی ہے جو پوری انسانیت سے بیک وقت مخاطب ہے وہ ایک ہی مضمون کو متعدد طریقوں سے مختلف انداز میں بیان کرتا ہے، ان اسالیب کے ذریعے بات لوگوں کی سمجھ کے قریب تر ہو جاتی ہے اور اس سے جدید سائنسی دور میں دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت بیان کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ دور حاضر میں قرآن فہمی کے لئے سائنسی تفسیر عوام الناس میں بے شمار خوبیوں کی وجہ سے مقبول ہے۔ نئی نسل پر اس کے آغاز سے لیکر اب تک بے شمار اثرات مرتب ہو چکے ہیں، معاصر دور میں اسلام کی دعوت کی معنویت واہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے اور دین اسلام اپنی نمائندگی خوب کرتا ہے نیز اس دور میں سائنسی تفسیر کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ قرآن جُملہ انسانی ضرورتوں کا خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی طرف راہنمائی بھی کرتا ہے، تولامحالہ تمام علوم خواہ وہ مادی ہوں یا روحانی، تکوینی ہوں یا غیر سائنسی سب کا مرجع ومنبع یہی قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ۔"[4]

"اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتار دی ہے تاکہ وہ ہر بات کھول کھول کر بیان کر دے۔"

انور بن اختر لکھتے ہیں:

"جس زمانے میں یورپ بے علمی اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، اسلامی ہسپانیہ میں علم وفضل کا دور دورہ تھا اور وہاں کیمیائی تجربے کیے جارہے تھے اور یہ ذہنی انقلاب تمام تر کتاب اسلام (قرآن مجید) کی بدولت ظہور میں آیا۔"[5]

قرآن کریم سے پانی کی سائنسی معنویت

قرآن حکیم کا انداز کلام یہ ہے کہ وہ انسانوں کی سوچ اور قیاس کے مطابق بات کرتا ہے۔ لوگوں کے طرز استدلال اور ان کی قوت ادراک کے مطابق بات کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے سامنے نظر آنے والی کائنات پر غور وفکر کریں۔ اگر پانی پر غور کریں تو پانی ہر چیز کی اساس وبنیاد ہے۔ زمین پر ہر طرح کی زندگی کے وجود کا منبع اور سرچشمہ بھی پانی ہے اور پھر پانی پر ہی زندگی کی بقا کا انحصار بھی ہے۔ جیسا کہ رب العالمین فرماتے ہیں:

---

[4]Al-Nahal, 89:16

[5]Anwer Bin Akhtar ,Quran k Scienci Inkishāfāt,(Karachi: Idārah Ashā’at Islam ,October 2003 AD)P 35

"وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ۔" [6]

"اور ہر جاندار کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، ایمان پھر بھی یہ نہیں لائیں گے ؟"

پانی کی اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس کی تقسیم وترسیل کا ایک لگابندھا نظام وضع کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ۔" [7]

"ایسے لوگ جنہوں نے کفر کیا، کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ سارے آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا. اور پانی سے ہر ذی روح چیز پیدا کی ہے کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے ؟"

اس کے علاوہ قرآن مقدس میں مختلف مقامات پر پانی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ا۔ رب تعالیٰ نے پانی کے پھلوں کی طرح رزق عطا فرمایا ۔(البقرہ:23)

۲۔ بنجر زمین پانی سے ہی زرخیز ہوتی ہیں۔(النحل:65)

۳۔ پاکی کا ذریعہ پانی ہے۔(النساء:63)

۴۔ تمام نباتات کو رب تعالیٰ نے پانی سے پیدا کیا۔(طٰہٰ:53)

۵۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو ماء(پانی) اور تراب سے پیدا کیا۔۔(الطارق:6)

آیت مذکورہ میں مفسرین نے اس آیت کے ضمن میں سات طرح کے مفاہیم بیان کیے ہیں۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"زندہ اشیاء میں نباتات بھی اسی حیثیت سے شامل ہیں۔ ان کی نشوونما بھی پانی ہی کے ذریعے سے ہوتی ہے اور پانی کی وجہ سے وہ زندہ رہ سکتے ہیں"۔[8]

علامہ جار اللہ زمخشری فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات کو پانی سے پیدا فرمایا۔" دلیل کے طور پر یہ آیت کریمہ پیش فرماتے ہیں۔

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ۔[9]

"اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں کو پانی سے پیدا فرمایا۔"

---

[6]Al-Anbiā, 30:21
[7]Al-Anbiā, 30:21
[8] Imām Fakhr-ud-dīn Rāzi, Mafatīhul-Ghaib,(Tehran: P164/22)
[9]Al-Nūr, 45:24

پھر فرماتے ہیں کہ جاندار چیزیں پانی کے محتاج ہوتی ہیں اس لیے فرمایا کہ پانی ہر زندہ چیز کے وجود کا سبب ہے۔[10]

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں:

”اکثر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ ہر زندہ چیز کی زندگی کا سبب پانی کو بنایا ہے، پانی سے بنانے کا مطلب نطفہ سے پیدا کرنا ہے، یعنی حیوانات کا وجود چونکہ نطفہ سے ہوتا ہے اس لیے منی کو مجازاً پانی کہا گیا۔“[11]

نظام الدین نیشاپوریؒ نے تفسیر طبری کے حاشیہ میں اس کا مطلب لکھا ہے کہ ہر زندہ چیز پانی کے سبب سے بنائی گئی ہے جو اس کے لیے ضروری ہے۔[12] اور پھر فرمایا کہ ہر زندہ چیز کی اصل اسی جنس سے ہے جو پانی کی جنس ہے۔[13]

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر در منثور میں ابن جوزی کے قول کی تائید کی ہے۔[14]

امام ابن کثیرؒ کا نقطہ نظر جدید سائنسی تحقیق سے فرماتے ہیں کہ "ہر زندہ چیز کی اصل پانی ہے۔“[15]

عبد الرحمٰن کیلانی فرماتے ہیں:

"ایسی تمام مخلوق کا آغاز پانی سے ہوا تھا اور پانی کے سہارے ہی یہ مخلوق حیات رہ سکتی ہے۔ پانی سے روئے زمین کی ساری اشیاء کو اور خصوصا جاندار اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا ربِ تعالیٰ کا کارنامہ ایسا ہے جو اس کی ہر چیز پر قدرت کی دلیل ہے۔" چارلس ڈارون کے نظریہ حیات کی رو سے زندگی کا ابتداء سمندر کے اطراف واکناف کائی سے ہوا تھا۔ اس نص قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ ماء(پانی) ہی کے سبب سے پیدا ہوئی تھی درحقیقت ہر چیز کی حیات کی ابتداء کائی سے نہیں ہوئی بلکہ اس کے کا آغاز پانی سے ہوا۔ دین اسلام کا نظریہ حیات چارلس ڈارون کے نظریہ سے کئی باتوں میں متصادم ہے۔“[16]

جدید سائنسی نقطہ نظر:

تمام جانداروں کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے، جاندروں میں نباتات بھی شامل ہیں، عصر حاضر میں جدید سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ

---

[10]. Jārullah Zmakhshri,Tafsīr Al-Kashāf Un Hakaik e Ghomoz Atanzeel Wayoon Al Akaweel Fi Wajoha ut Tāwīl,(Iran: Dara ul Hudaya,2004AD) 2/570

[11]. Ibne Jouzī ,Zād ul masīr fī ilm-ut-tafseer (Damishk:Dār ul Hadith,2004AD) 348/5

[12] Nizām-ud-Dīn, Al-Qami Nisha Puri, Ghraib ul Quran wa Ghaib ul Furqab,(Beirut:Dār Al.Kutab al-Ilmiya 1416BC) 17/19

[13] Ghraib ul Quran and Ghaib ul Gharqab, p17.

[14] Suyūtī, Jalāl ud Deen,Al Dar ul Manshoor(Beroot: Dar al Almya,2000AD) 4/318.

[15] Imam Ibne Kaseer,Tafseer ul Quran ul Azeem,(Qaira:Dar ul Tayiba ,Ejpet,1999AD), 177/3

[16] Abdul Rahman Kellāni, Tafseer Tesar ul Quran,(Lahore: Maktab ul Islam wasin pura,1432BC) 276/3

تمام پودوں کے اجسام بھی بنیادی طور پر پانی سے پیدا کیے گئے ہیں، ان کے اجسام میں خلیات (سیل) کے اندر لیس دار مادہ پایا جاتا ہے جسے پروٹوپلازم کہا جاتا ہے، اس کا تقریباً 80 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ جدید سائنس پر ایک کتاب کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''The composition of protoplasm varies considerably depending on the particular plant of animal and the kind of tissue, The water content averages roughly 80%, some of the water in the protoplasm is bound chemically with proteins of the cell. The rest of it exists in a free state as the water molecule, in which two atoms of hydrogen are combined with one atom of Oxygen.”[17]

"پروٹوپلازم کی بناوٹ قابل لحاظ طور پر مختلف ہوتی ہے، جو کسی مخصوص پودے یا کسی حیوان اور اس کی ساخت سے متعلق ہوتے ہیں، اور اس میں پانی کا حصہ ایک عام اندازے کے مطابق اوسطاً 80 فی صد ہوتا ہے اور یہ پانی خلیوں میں پائے جانے والے پروٹین میں کیمیائی اتصال کی شکل میں موجود ہوتا ہے اور پانی کے سالموں سے مرکب آزاد حالت میں بھی ہوتا ہے۔ پانی کے یہ سالمے ہائیڈروجن کے دو ایٹموں اور آکسیجن کے ایک ایٹم کے ملنے سے بنتے ہیں۔"

اس بحث سے دو حقائق سامنے آتے ہیں؛ ایک یہ کہ نباتات بھی زندہ اشیاء ہیں اور دوسرا ہر زندہ چیز کا جسم پانی پر مشتمل ہے۔ یہ حقائق حالات وزمانہ سے ہم آہنگ تفسیر پیش کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ دعوت فکر دی کہ اللہ نے یہ سائنسی حیاتیاتی اکتشافات عمدگی سے اس لئے بیان کیے ہیں تاکہ لوگ فکر و تدبر کریں اور رب تعالی پر کامل و محکم یقین لائیں، اور اللہ کے پسندیدہ دین پر عمل کریں اور خلوص نیت کے ساتھ اپنے اللہ کی تخلیقات پر غور و فکر کریں گے تو یقیناً ہدایت پا جائیں گے۔ وہ اس وجہ سے کیونکہ اللہ ان کو ہدایت نصیب کرتا ہے جو اس کی نشانیوں پر غور و فکر کرتے ہیں۔

قرآن کی صداقت اور الوہیت کی تصدیق ہر دور میں ہوتی رہی ہے، جبکہ سائنسی نظریات کو ہر دوسرا سائنس دان نئے علوم آتے ہی پرانے سائنس دانوں کے نظریات کو جھٹلا دیتا ہے لیکن قرآن کی دعوت کو نہ کل جھٹلایا جا سکا نہ آج ایسا ممکن ہے۔ آج سے سوا چودہ سو سال پہلے سے لے کر اب تک لاکھوں سائنس دان اہل علم قرآن کی دعوت کو پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور دین اسلام کی حقانیت پر مہر ثبت کر چکے ہیں۔

ادرک کی قرآنی معنویت

زَنْجَبِیْل (سونٹھ، خشک ادرک، Ginger) کو کہتے ہیں۔ جس کا نباتیاتی نام زنجبیر آفسینیل (Zingiber Officinale) ہے۔ بنیادی طور اس کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ قدیم دور میں عرب اس کو ہندوستان سے درآمد کرتے تھے۔ عربی میں اس کو "زَنْجَبِیْل" یابس کہتے ہیں۔

[17] The new book of popular science, Grolier Incorporated , Bangaloare, (June 1, 1998AD,1987AD), 38/3

ادرک جو دراصل پودے کی زیر زمین جڑیں ہوتی ہیں ایک زبردست نباتاتی پیداور ہے جسے پوری دُنیامیں استعمال کیا جاتاہے۔علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں:

"زَنْجَبِیْل سنسکرت کے لفظ" سرنجبیر" کا معرّب ہے۔بڑے فخر کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے بعض الفاظ جنہیں قرآن مجید میں جگہ ملی،اس کے علاوہ تین خوشبوئیں،یعنی مسک،زنجبیل،اور کافور ایسی ہیں جن کاذکر اگلے جہاں کی جنت کے حوالے سے کیا گیاہے۔یہ تینوں الفاظ ہندوستانی الفاظ مشک،سرنجویرا(جرنجیرہ)اور کارپوراسے نکلے ہیں۔"[18]

یہ گرم ہوتی ہے اس کی آمیزش سے ایک خوشگوار تلخی پیداہو جاتی ہے۔علاوہ ازیں عربوں کی یہ مرغوب چیز ہے۔چنانچہ ان کے قہوہ میں بھی زنجبیل شامل ہوتی ہے۔عرب لوگ شراب کی لذت، حرارت، تلخی اور خوشبو میں اضافے کے لئے اس میں سونٹھ کی ملاوٹ کرتے تھے، قرآن حکیم کی اس آیت ان لوگوں کو جو جنت میں جائیں گے ،باری تعالٰی نے ایک ایسی شراب پلانے کاوعدہ کیاہے جس میں ادرک کا ذائقہ ہوگا،دنیاکی زندگی میں نیک اعمال کی وجہ سے انہیں انعام ملے گا۔

"وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا۔"[19]

"اور وہاں ان کو ایسا جام پلایا جائے گا جس میں سونٹھ ملاہوا ہو گا۔"

وقال قتادة : « الزنجبيل » ، اسم لعين في الجنة يشرب منها المقربون صرفاً ، وتمزج لسائر أهل الجنة۔[20]

قتادہ نے اس طرح کہا،زنجبیل ایساچشمہ ہے مقرب جس سے خالص پیئیں گے اور باقی جنتیوں کی شراب میں اس سے آمیزش کی جائے گی۔

"قال مجاهد:أن الزنجبيل اسم للعين التي فيها مزاج شراب الأبرار"۔[21]

"مجاہد نے کہا:زنجبیل اس چشمہ کانام ہے جس سے ابرار کی شراب میں آمیزش کی جائے گی۔"

چونکہ اہل عرب لوگ شراب میں سونٹھ کو خوشبو کے لئے ملایا کر پینا پسند کرتے تھے ،اس لئے اس کو جنت میں بھی اختیار کیا گیا،اہل جنت کے لئے ایک سلسبیل نامی چشمہ سے جاری رہے گی جس کی شراب عمدہ اور لذیذ ہو گی۔اس رغبت اور اس کی پسند گی کی وجہ سے اللہ نے اُن کے ذوق کے مطابق ایک چیز کو وعدہ کیاہے اور اہل عرب اپنے پینے کے پانی میں ادرک ملایا کرتے تھے اور جنت میں حسب ذوق وطبیعت مقربین کو پلائی جائے گی۔[22] حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں:

---

[18] Nadvī, Syed Salmān, Tārīkh Ārz Al-Quran (Karachi: Dār Al-Ishā'at, Ishat Awal 1975AD)2/336.
[19]Al-Dahr, 17:76
[20] Abu Muhammad Abdul Haq, Ibn Tamam bin Attia tul Muharbi, Al Muharrar al wajiz fi tafseer al kitāb al aziz, (Dar ul kutab al elmiya,2001AD) 6/46
[21] Abu Al-Hassan Ali bin Muhammad, Al-Baghdadi ,Al-Nakt wal Uyoon,Tafsīr ul Mawerdi,(Beroot:dar ul kutab ilmiya,Libnan) 4/364.
[22] Mufti Muhammadshafi usmani ,Muharf ul Quran ,(Karachi :maktaba Muharif ul Quran ,2008AD) 6/638.

''أهدى ملك الروم إلى رسول اللهﷺ هدايا وكان فيما أهدى إليه جرة فيها زنجبيل فأطعم كل إنسان قطعة وأطعمني قطعة'' [23].

''بادشاہ روم نے حضور ﷺ کو ہدیہ میں سونٹھ کا ایک گھڑا بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے اصحاب میں ٹکڑے ٹکڑے تقسیم کر دیا اور مجھے بھی ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔''

ادرک کی افادیت:

زنجبیل کی آمیزش کی افادیت یہ ہو گی، ایسے چشمے سے پالا جائے گا جس کا نام سلسبیل ہے یہ نام رکھنے کی افادیت یہ ہے کہ اس کا پانی نہایت خوش گوار، نرم اور آسانی سے حلق سے اترنے والا ہو گا، سونٹھ کی تاثیر گرم ہوتی ہے۔ ادرک کے طبی فوائد آج بھی کافور ہی کے منافع کی طرح دنیا کی ہر طب میں مسلم و مشہور ہیں اور پھر وہ تو دنیا کی نہیں، جنت کی زنجبیل ہو گی۔ [24]

ادرک کا تیل بھی ہوتا ہے جو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو مختلف غذائی مرکبات اور مشروبات، جیسے پیسٹریوں، بسکٹ، سالنوں، مسالوں، ادرک والی روٹیوں، اچاروں، شربتوں اور مربوں وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ معدے اور آنتوں کو متحرک کرتی ہے، اس لئے یہ ہاضم ہوتی ہے، یہ ضعف معدہ، درد معدہ، قے، متلی، اور معدے کی دیگر تکالیف اور دمے میں انتہائی مفید ہے، ضعف اشتہا کی صورت میں کھانے سے قبل اگر ادرک کا رس نمک اور لیموں کے رس میں ملا کر استعمال کیا جائے تو انتہائی مفید ہوتا ہے۔

زرد یرقان اور ہذیان میں بھی اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے، حلق کا درد، گلا بیٹھ جانے اور خناق کی تکالیف میں ادرک چبانے سے منہ میں کافی لعاب پیدا ہوتا ہے اور گلے کو آرام آجاتا ہے، سونٹھ ذیابیطس، جگر کی بیماری کے لئے مفید ہے دانت کا درد اعصابی درد سر کے امراض میں ادرک اور پانی کے میزے کی مرہم کے استعمال سے افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فالج، قوت باہ، کے لئے مفید ہے۔ مزید اس کی افادیت یہ ہے کہ سانس کی نالی اور پھیپھڑوں کے امراض میں افادیت پر ہے۔

''ادرک ایک چھوٹا سا پودا اور جڑی بوٹی ہے اگر ہم زمین کو نہ کھیڑ اجائے تو یہ خود بخود نہیں ختم ہوتی، یہ دوامی پودا ہے جو مخصوص ٹراپیکل اور ساحلی اب وہوا اور خالص زمین میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے چھلکے کی وجہ سے یہ لمبے عرصے تک ترو تاز اور محفوظ رہ سکتی ہے، یورپ میں اس کے تعارف کی وجہ طاعوں کی وبا تھی۔ لاکھوں

---

[23] Al-Haismī, Ali bin Abī Bakr, Majma-az-Awā'id Manba-ul-Fuwā'id, Kitāb-ul-Atama, bab fe zanjabeel,H:8039,(Beroot: dar ul fikr,1412BC) 59/5

[24] Molana Abdul majid Darya Abādi,Tafsīr Majdi (Lahore :Pak company, 2003AD)P. 1146

لوگ اس مر جاتے تھے ادرک کے استعمال سے اس وبا کے کنٹرول میں کافی مدد ملی تھی۔ ہیضے کی وبا میں بھی ادرک اہم رول پلے کرتی ہے"[25]

یہ بھی ایک مسلمہ حقیت ہے کہ جسے جدید ترین طب تسلم کرتی ہے کہ ادرک ان بیماریوں میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے، قرآن مجید میں ادرک کے اس پہلو کا ذکر آیا ہے کہ اس کی ملاوٹ کس طرح کھانے پینے کی چیزوں کو زیادہ مزیدار بنا سکتی ہے۔ جیسا کہ آیت ﴿ كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ﴾[26] ذکر ہے۔

آسمان کو بغیر ستون کے بلند کرنے کے حقائق اور ان کی سائنسی معنویت

کائنات میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق دور سابق کے لوگ کچھ نہ جانتے تھے مگر ان کی معلومات ان دریافتوں کے مقابلے میں بے حد ناقص اور ادھوری تھیں، جو بعد میں سائنسی ترقی کے دور میں انسان کے سامنے آئیں، قرآن کی مشکل یہ تھی کہ یہ کوئی سائنسی کتاب نہ تھی اس لئے اگر وہ عالم وفطرت کے بارے میں اچانک نئے نئے انکشافات لوگوں کے سامنے شروع کر دیتا تو انہیں چیزوں پر بحث چھڑ جاتی اور اصل مقصد، ذہن کی اصلاح، پس پشت چلی جاتی، یہ قرآن کا ہی اعجاز ہے اس نے سائنسی ترقی کے دور سے بہت پہلے ان چیزوں کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے جس میں گزشتہ دور کے لوگوں کے لئے حیرت کا کوئی سمان نہیں تھا، اس کے ساتھ بعد کے انکشافات کا بھی وہ پوری طرح احاطہ کئے ہوئے تھے۔ قرآن روئے زمین پر وہ پہلی کتاب ہے، جس نے ارض وسماء میں اور انُ کے درمیان جتنی چیزیں ہیں سب کے بارے مسحور کُن انکشافات کر کے انسان کو قدرت کے مطالعہ ومشاہدے کی دعوت دی۔

''قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ۔''[27]

''کہہ دو کہ زمین پر چل پھر کر دیکھو اللہ نے کس طرح مخلوق کو پیدا کیا۔''

جن آیات میں مظاہرِ فطرت کی طرف اشارے ہیں، قدیم زمانے میں انسان اُن کی معلومات رکھتا تھا، مگر جدید معلومات نے ان الفاظ کو مزید با معنی بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔''[28]

''اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمان کو بلند کیا، بغیر ایسے ستونوں کے جنہیں تم دیکھ سکو۔''

---

[25] Muhammad Iqdar hussain farooqi Doctor ,Quran k Poday,P152-156

[26] Al.Dahr, 17:76

[27]. Al-Ankabūt, 20:29

[28]. Al-Raad, 2:13

پرانے زمانے کے انسان کے لئے ان الفاظ کے ظاہری معنیٰ مشاہدے کے عین مطابق تھے۔ وہ اس لیے کہ انسان دیکھتا تھا کہ اس کے سر کے اوپر سورج، چاند، ستارے اور کہکشاؤں کی ایک دُنیا آباد ہے، مگر کہیں بھی اس میں ستون، پایہ، کھمبا یا سپورٹ نظر نہیں آتی ہے، اور معاصر انسان جو جدید ترین سائنسی معلومات رکھنے والا ہے اُس کے لیے اس میں مکمل معنویت موجود ہے، کیونکہ جدید ترین مشاہدے بتاتے ہیں کہ اجرام سماوی ایک لامتناہی خلا میں بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں اور ایک ستون جو غیر مِرئی یعنی کشش ثقل ان کو بالائی فضاء میں سنبھالے ہوئے ہے۔

آسمان کا، سائنسی نقطہ نگاہ سے گنبد نما، مادی وجود نہیں ہے، جیسا ہم سوچتے ہیں، یہ محض سورج کی فضا میں نیلے رنگ کی شعاعوں کے بکھرنے کا حاصل ہے، اور کائناتی خلا قدرتی طور پر تاریک ہے جیسا کہ رات ہے۔ حالیہ خلائی اسفار کے دوران اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ دن کی روشنی سورج کی شعاعوں کی زمین کی فضائی غلاف میں داخل ہونے سے ہوتی ہے، یہ فضائی غلاف ایک گنبد کے کرسٹ (curst) کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔[29]

سورج اور ستاروں کی قرآنی معنویت

قرآن مجید جب کائنات کے متعلق کسی مسئلے کو نہایت ہی صحت کے ساتھ بیان کرتا ہے تو اس کا سائنسی اسلوب دعوت اپنے اندر اتنی معجزیت لئے ہوئے ہے کہ اس سے اس کا وحی الٰہی کی سچائی اور اس کا مستند ہونا ظاہر کرتا ہے۔ قرآن کا سائنسی طرز تفسیر واضح اور جامع ہے۔ اسی طرح سورج اور ستاروں کے بارے میں کہا گیا ہے:

''كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ۔''[30]

''سب کے سب ایک آسمان میں تیر رہے ہیں۔''

قدیم دور میں انسان اجرام سماوی کی حرکت کا مشاہدہ کرتا تھا۔ مگر "یسبحون" کے الفاظ سے اس کو حیرت نہیں ہوئی۔ مگر جدید ترین سائنسی معلومات نے اس آیت کی تفسیر کو زیادہ بامعنیٰ بنادیا ہے، بسیط اور لطیف خلا میں اجرام سماوی کی گردش کے لیے "تیرنے" سے بہتر کوئی تعبیر نہیں ہوسکتی ہے۔

یہ ایک غیر تنازعی سائنسی حقیقت ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں، یہ کتنی بڑی حقیقت ہے اور یہی قرآن حکیم کا اعجاز ہے جو اس کی ناقابل تقلید فصاحت وبلاغت کا ثبوت ہے، اس بات کو کشف کرنا ضروری ہے تاکہ خدا پر یقین کرنے والے کا ایمان زیادہ مستحکم ہو اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید سائنسی حقائق کی ترجمانی کرنے کی اعلیٰ اور افضل ترین مثال ہے۔

---

[29] Dr. Fazal Karīm, Qur'ān Aur Jadīd Science Hairat Afrīn Scienci iktashafat, (Lahore: Feroz sons,1999AD,1st ed) p.249

[30] Al-Ambiā, 33:21

رات اور دن کی قرآنی معنویت

قرآن مجید بتاتا ہے کہ دن اور رات میں ہمیشہ ایک دوڑ لگی رہتی ہے اور اُن میں کوئی بھی ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور نہ ہی رات دن سے پہلے آجاتی ہے۔ اللہ تعالی کا سورہ الاعراف میں ارشاد گرامی ہے:

''يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا۔''[31]

''رات پر دن کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہے۔''

یہ الفاظ پرانے وقتوں کے انسان کے لئے دن رات کی ظاہری آمد کو بتاتے ہیں مگر اس میں نہایت عمدہ، اشارہ زمین کی حرکت محوری طرف موجود ہے۔ جو جدید تجربے کے مطابق رات اور دن کی تبدیلی اصل وجہ یہ ہے۔ جو روس کے پہلے شخص جس نے خلا میں سفر سے واپسی کے بعد بتائی اس میں ایک یہ بات بھی تھی کہ زمین کو اس نے اس شکل میں دیکھا تو رسورج کے سامنے محوری گردش کی وجہ سے اس کے اوپر اندھیرے اور اجالے کی آمد ورفت کی ایک تیز تسلسل(Rapid succession)جاری تھا، اس طرح کے اکتشافات قرآن میں کثرت سے موجود ہیں۔

قرآن مجید کے مطابق سورج کے طلوع ہونے کے کئی مقامات اور کئی اوقات ہیں یہ ایک ہی مقام پر اور ایک ہی وقت میں ظاہر نہیں ہوتا اگر ایسا ہوتا تو ساری دُنیا میں دن ہی ہوتا اور نہ یہ مخالف سمت میں غروب ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو ساری دُنیا رات ہوتی اور ایسا اسی صورت میں ہوتا اگر زمین ساکن ہوتی۔ جدید سائنسی تحقیقات کے ذریعہ کائنات کے جو حقائق معلوم ہوئے ہیں وہ قرآن کی پیش کردہ دعوت کو قطعیات کی سطح پر ثابت کررہے ہیں۔

نباتات کے جوڑوں کے سائنسی حقائق اور الہامی دعوت

قرآن مجید کا ایک خاص اُسلوب دعوت ہے کہ اس نے انسانی دل و دماغ کو اس کائنات کے مشاہد پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کوئی سائنسی کتاب نہیں بلکہ یہ ہدایت کا دروازہ ہے جو انسان کو بیدار کرتا ہے قرآن کی الہامی دعوت نے جو کام کیا وہ دُنیا کی کوئی کتاب نہ کرسکی۔ قرآن نے ایک فلسفہ پیش کیا اور دُنیا کو سوچنے کا ڈھنگ سکھایا جس سے علم خواص کے قبضے سے نکل کر عام ہوا۔ علمی آزادی کا یہ نتیجہ یہ نکلا کہ آج سائنسی علوم کے ذریعے انسان نے کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ عصر حاضر میں جدید تحقیقات نے تقریباً بارہ لاکھ حیوانات و نباتات کے آثار وخواص کا پتہ لگا کر ان پر نت نئی معلومات حاصل کررہا ہے، اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جو حیاتیات کے زمرے میں آتی ہیں۔[32] رب تعالیٰ سورہ شعراء میں فرماتے ہیں:

---

[31]. Al-Ārāf, 54:7

[32]. Asimov’s Guide to Science (London:1978AD)304/2

''اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ کَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ۔''[33]

''کیاان لوگوں نے زمین کی طرف نظر نہیں کی کہ ہم نے کس قدر ہر ایک قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اس میں جوڑاجوڑا اگائی ہیں۔''

اللہ تعالی سورہ الذریات میں فرماتے ہیں:

''وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔'' [34]

(ہر چیز سے ہم نے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم غور وفکر کرو)

قرآن مجید نے نباتات کو "زوج کریم" کے خطاب سے پکارا ہے۔

لفظ زوج (جوڑا) کے مختلف مفہوم

زوج کالفظ عربی میں کئی معنوں میں آتا ہے۔

ا۔ متضاد اشیاء جیسے دن اور رات،، سیاہی اور سفیدی، خوشی اور رنج، خوشحالی اور تنگدستی وغیرہ۔

۲۔ ہم مثل چیزوں کیلئے جیسے پاؤں کے دونوں جوتے، اسی طرح ہر دور کے مشرک ایک دوسرے کا زوج ہیں۔

۳۔ نر ومادہ کے لیے مثلاً خاوند بیوی کا زوج ہے۔[35]

۴۔ سید قطب شہیدؒ کے نزدیک ''فظ کریم سے اللہ یہ تاثر دیتاہے کہ اللہ کی صنعت کاریوں کو نہایت ہی توجہ، اہمیت اور تکریم کی نگاہوں سے دیکھنا چاہیے۔''[36]

اس کے حقیقی معنی ''شریف میاں بیوی یا ایک نر اور مادہ'' اب نباتات میں شرافت کے معنی پودوں میں جو نر اور مادہ پھول ہوتے ہیں، ہر نوع کا پھول دوسری قسم کے زردانے کو قبول نہیں کرتا، آخروٹ کا پھول صرف آخروٹ کا زردانہ قبول کرتا ہے۔ جب کہ پارزیرگی (کراس پولی نیشن) کے ذریعے مختلف قاصدوں (مثلاً حشرات، شہد کی مکھی، پرندوں اور ہواؤں) کے ذریعے زردانے ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ کسی نے آج تک انگور کے بیل پر ککڑی، اور ناشپاتی پر خوبانی اُگتی ہوئی نہیں دیکھی ہو گی یہ ہے شرافت نباتات کی جس کی طرف قرآن دعوت دے رہا ہے۔ کیا یہ لوگ زمین کی طرف غور نہیں کرتے۔[37]

Molana Muhammad Shab Ud Deen Nadvi ,Islam aor Jadeed Science,(Lahore :Maktaba,Tamer e Insaniyat,Tabba 1993AD) p.23.

[33] Al-Shuarā, 7:26

[34] Al-Zāriyāt, 49:51

[35] Abdul Rehman Killani ,Tafseer Taisīr-ul-Quran,

[36] Syed Qutab Shaeed ,Tafseer Fi Zilal ul Quran ,Tarjuma Syed Mahroof Shah Sherazi (Lahore: Idara Manshorat Islami ,1987AD) 1033/4

[37] Anwer Bin Akhtar ,Quran k Scienci Inkshafat ,(Karachi: Adara E Ishat Islam ,October 2003Ad) p.375

نباتات کے جوڑوں کا ملاپ

جدید سائنسی کی تحقیق کے مطابق پودوں کی اقسام ڈھائی لاکھ کے قریب ہیں، صرف دوسو سال پہلے یہ انکشاف ہوا کہ تمام پھولوں والے پودوں میں کچھ نر ہوتے ہیں اور کچھ مادہ۔ نر میں زرد رنگ کے ذرات ہوتے ہیں جو پولن (Pollen) کہلاتے ہیں۔[38]

ان زردانوں کی منتقلی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوائیں ہیں جو ان کو اُڑا کر منتقل کرتی ہیں۔ شہد کی مکھیوں اور بھنوروں وغیرہ کے بیٹھنے پر یہ زردانے ان کی ٹانگوں سے چمٹ جاتے ہیں اور مادہ پودے پر بیٹھنے پر اُن سے الگ ہو کر وہیں رہ جاتے ہیں، لیکن سب سے بڑا ذریعہ ہوائیں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ۔''[39] (اور وہ ہوائیں جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، ہم نے بھیجی ہیں۔)

" ایک زمانے تک "لَوَاقِحَ" کا مفہوم صرف یہی سمجھا جاتا تھا کہ یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور بارش کا سبب بنتی ہیں لیکن اب جدید سائنسی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ (pollen grains) بھی ہواؤں کے ذریعے منتقل ہوتے ہیں جن سے پھولوں کی فرٹیلائزیشن ہوتی ہے پھر فصلیں اور پھل افزائش ہوتی ہے۔ اس طرح نباتاتی نظام بھی ہواؤں کی وجہ سے چل رہا ہے۔"[40]

جوڑوں کی جدید سائنسی تشریح

انیسویں صدی کے وسط تک کسی ماہر حیاتیات ونباتات کے وہم گمان میں بھی نہ تھا کہ نباتات میں جوڑے پائے جاتے ہیں اور نر ومادہ پودے کی افزائش نسل بالکل اُسی طرح حصہ لیتے ہیں جس طرح دیگر جانور۔ علماء نے، نباتات کی 1875ء میں اسی دریافت کو، کہ پودوں اور درختوں میں بھی جوڑے نر ومادہ ہیں۔ جدید ترین انکشاف قرار دیا گیا۔ لیکن یہ بات قطعی طور قابل مذمت تھی کیونکہ صدیوں قدیم قرآن نے معتدد مقامات پر پودوں کے جوڑوں کی وضاحت فرمائی ہے۔ لیکن اب سائنس نے بھی اس قرآنی حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے۔ یہ قرآن کی خصوصیت ہی تو ہے اس نے جدید سائنسی ذہن کو اپنی حقانیت کی طرف متوجہ کیا۔ غلام جیلانی برق چیزوں کے جوڑوں کی معنویت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے کہ میں نے ایک ہندو پروفیسر دوست سے جس کی ساری زندگی نباتات کی چھان بین میں بسر ہوئی، ذکر کیا کہ پودوں میں نر ومادہ کا نظریہ قرآن پاک میں موجود ہے، کہنے لگا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا، قرآن ایک قدیم کتاب ہے اور یہ نظریہ بالکل جدید ہے، جب میں پکتھال کے انگریزی ترجمے سے اُسے آیت بالا کا ترجمہ

---

[38] Israr Ahmed, Dr., Bayān ul Quran ,5/170.Shai Bukhari,Kitab Hadis Ul Ambia,Bab khalke Adam wa Zariya, 205/4

[39] Al-Hajr, 22:15

[40] Israr Ahmed Doctor ,Byan ul Quran, 205/4

نکال کر دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ اب میں قرآن کی صداقت کا عام اعلان کروں گا اور عربی رسول ﷺ کی ثناء و تمجید سے اب مجھے کوئی خیال نہیں روک سکتے گا۔"[41]

"یہ حقیقت ہے کہ سائنسی تفسیر جدید منطقی ذہن کو دین کی طرف لانے میں معاون ثابت ہوئی ہے۔ جدید سائنسی حقائق اور قرآنی انکشافات کے درمیان موافقت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس چیز کو مغرب کے علماء نباتات نے صدیوں کی تلاش و جستجو کے بعد نباتات میں نر و مادہ کا نظریہ قائم کیا اور ہمارے پیغمبر ﷺ نے آج سے سوا چودہ سو سال پہلے ایک ایسی حقیقت سے پردہ اٹھایا، جیسے آج جدید ترین نظریہ سمجھا جاتا ہے۔"[42]

نباتات کی زندگی کا دورانیہ

قرآن نے انسانی شعور کا بیدار کرنے میں جو کردار ادا کیا رہتی دُنیا تک کوئی اور کتاب نہ کر سکے گی۔ قرآن مجید نے زمین پر ہونے والے ہر قدرتی عمل کو باریک بینی سے دیکھنے کی نصیحت کرتا ہے۔ اس نے کائناتی نظام کی پیچیدگیوں کے پوشیدہ حقائق سے پردہ اُٹھایا۔ اسی طرح رب کائنات سورج حج میں فرماتے ہیں:

''وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ۔'' [43]

"اور (اے انسان) تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک پڑی ہے۔ پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ ترو تازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے اور طرح طرح کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے۔"

نباتات کی زندگی کا عرصہ انتہائی مختصر ہوتا ہے، اگر ہم غور کریں تو انسانی اور نباتاتی زندگی میں گہری مطابقت نظر آئے گی۔ مردہ زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہونے ' نباتات کے اگنے ' نشوونما پانے ' پھولنے پھلنے اور سوکھ کر پھر بے جان ہو جانے کا عمل گویا انسانی زندگی کے مختلف مراحل مثلاً پیدائش ' پرورش 'جوانی 'بڑھاپے اور موت ہی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔[44]

پس یہی صورت حال انسان کے جسم کی ہے، اس کے اٹھنے کا بھی ایک موسم ہے، جو صور کا دوسرا نفخہ ہے، جب یہ موسم آجائے گا تو ہر انسان اپنے دفن ہونے کی جگہ سے زندہ اٹھا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس میں صرف دورانیے کا ہی فرق ہے۔ نباتاتی زندگی کا دورانیہ چند ماہ کا ہے جبکہ انسانی زندگی کا دورانیہ عموماً پچاس 'ساٹھ 'ستر یا اسیّ سال پر مشتمل ہے۔[45]

---

[41] Ghulām Jīllānī Barq Dr, Do Quran (Amrat Sir Maktaba Ummat e Muslama,Tohīd Bāgh)P69

[42] Molana Sufi Abdul.Hameed Sawati, Tafseer Mualim ul Iarfan, (Gujranwala:Dars ul Quran Farooq Ganj2004AD) 363/11

[43] Al-Hajj, 5:22

[44] Israr Ahmed Dr. Bayān-ul-Qur'ān, 119/5.

[45]. do

قرآن حکیم کی کی یہ معنویت ہے کہ اس نے تمام زندہ چیزوں، انسان، حیوانات اور نباتات کے درمیان اس آیت سے تعلق اور ربط پیدا ہوتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جدید سائنسی حقائق اور قرآنی صداقتوں کے درمیان اس جہت سے تعلق وربط ہے۔ یہ آیت زمین نباتات اور حیوانات اور انسان سب کے بارے میں ہے۔

قرآن میں ایک ایسی حقیقت کا ذکر جس کا انکشاف صرف دو سو سال پہلے ہوا تھا، قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا صریح ثبوت ہے۔ یہ تمام عوامل واسباب خالق کائنات کی قدرت کاملہ کا ہی نتیجہ ہے، قرآن کی سائنسی معنویت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی بھی انسان کے لئے خواہ وہ علم حیاتیات کا ماہر ہو نباتات کا عالم ہو، یا وہ ماہر موسمیات ہو، اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ قرآن کریم نے جوڑوں کے بارے میں سائنسی انکشاف ساتویں صدی ہجری میں بیان کیے تھے، موجودہ دور میں سائنس نے بھی اس حقانیت کی تصدیق کر دی تو معلوم ہوا قرآن اور سائنس ایک دوسرے سے مطابقت بھی رکھتے ہیں۔

تخلیق انسانی سے متعلق سائنسی انکشافات اور قرآنی حقائق:

علماء سائنس نے کائنات کے جن سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا ہے اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو ان کا سرچشمہ قرآن مقدس ہی ہے۔ ڈاکٹر کیتھ مور[46] نے سورہ المومنون کی اس آیات:

''ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔''[47]

''پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمے ہوئے خون کو ایک لوتھڑا بنادیا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔''

اور سورہ الزمر کی آیت

''خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ۔''[48]

---

[46] ڈاکٹر کیتھ مور جینیات کے ماہر ہیں اور کینڈا کی ٹورانٹو یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ان کی مشہور کتاب علم جنین (Embryology) میں سند مانی جاتی ہے۔ یونیورسٹی کی سطح پر بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔

[47] Al-Mominūn, 14:23

[48] Al-Zumr, 6:39

"اس نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ پھر اسی سے اس کا جوڑ بنایا، اور تمہارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کیے۔ وہ تمہاری تخلیق تمہاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیریوں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے گزرتے ہو۔"

ان دو آیات کے درمیان اور جدید تحقیقات کا تقابلی مطالعہ کیا ہے، تو ورطہ حیرت میں ڈوب گئے اس بات سے، کہ قرآن کا پیش کردہ مذکورہ بیان جدید دریافتوں کے عین مطابق ہے، یہ دیکھ کر انہیں سخت تعجب ہوا کہ قرآن کی بیان کردہ حقیقیتں جو چودہ سو سال پہلے جب نہ مائیکرو سکوپ موجود تھی اور نہ ہی Dissection ہوتا تھا، قرآن نے علم جنین کے متعلق جو معلومات دی ہیں وہ بالکل درست حقائق پر موجود ہیں جن کو اہل مغرب نے پہلی بار 1940ء میں دریافت کیا، انہوں نے اپنے مقالے میں ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا۔

"The 1300 years old Koran contains passages so accurate about embryonic development that Muslim s can reasonably believe them to be revelations from God." [49]

"13 سو سال قدیم قرآن میں جنیاتی ارتقاء کے بارے میں اس قدر درست بیانات موجود ہیں کہ مسلمان معقول طور پر یہ یقین کر سکتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اتاری ہوئی آیتیں ہیں۔"

ڈاکٹر موصوف کا کہنا ہے "کہ انسانی تخلیق کے مراحل کی اس سے زیادہ صحیح تعبیر ممکن نہیں ہے۔"[50]

پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم قرآن کی سائنسی تفسیر کی معنویت حوالے سے لکھتے ہیں: [51]

"قرآن حکیم میں کئی ایسے حقائق کا انکشاف ہوا ہے کہ جدید سائنس ابھی تک ان کو نہ سمجھ سکی لیکن قرآن حکیم نے یہ حقائق اور راز انسان پر فاش کر دیئے ہیں۔ سائنس کو ان کی دریافت میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔ جس وقت میڈیکل سائنس بالکل خاموش تھی اس وقت قرآن حکیم نے انسان کی پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں مختلف حالتوں کا بڑی وضاحت سے بیان کیا اور اسی طرح علم سرجری اس نہج تک نہ پہنچا تھا جس تک آج ہے مگر قرآن حکیم نے رحم مادر میں تین اندھیروں (ظلمات) کا ذکر کر دیا جس کی آج میڈیکل سائنس تردید نہیں کر سکتی بلکہ تصدیق کرتی ہے"۔[52]

---

[49] Wahīd-ud-Dīn Khan, Azmat Quran (Lahore:Dar ut Tazkeer.1999AD)p. 34

[50] Dr. Israr Ahmed, Byan ul Quran, 26/1

[51] پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم نے پی ایچ ڈی میٹالرجی لندن سے کی ہے، آپ صدر پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میٹالرجیکل انجینئرنگ اور صدر ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور) رہے ہیں۔

[52] Dr. Fazal Karīm, Qur'ān Aur Jadīd Science (Lahore :Feroz Sons ,1st ed. 1999AD) p.30

قرآنی آیات کو نیہ کی تصدیق ہر دور میں ہوتی رہی ہے، جبکہ سائنسی نظریات بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن قرآن کی دعوت کو نہ کل جھٹلایا جاسکا نہ آج ایسا ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے لاکھوں سائنس دان قرآنی کی سحر انگیز اسلوب دعوت سے متاثر ہو کر فوز وفلاح کی طرف گامزن ہوئے۔

ہڈیوں پر گوشت کا غلاف

''ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔''[53]

(پھر ہم نے اس نطفہ (بوند) کو علقہ (جما ہوئے خون کا لو تھڑا) کی شکل دی، پھر لو تھڑے کو مضغہ (گوشت کا ڈلا) بنادیا ، پھر ڈلے کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنادیا۔ پس بڑا بابرکت ہے اللہ ، جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔)

ایمبریالوجی میں معاصر دور سے پہلے تک ماہرین جینیات کا خیال تھا کہ رحم مادر میں ہڈیاں اور گوشت بننے کا عمل ایک ساتھ ہوتا ہے، جو کہ قرآن کی سائنسی تفسیر کی مذموم صورت تھی۔ جس سے قرآن کی حقانیت پر حرف آتا تھا۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ اُس وقت مائیکروسکوپ ایجاد نہیں ہوئی تھی، تمام تر معلومات مشاہدے پر تھی، چونکہ ابتدائی ایام میں حمل گرنے کی صورت میں رحم سے بظاہر خون کے لوتھڑے ہی برآمد ہوتے تھے۔ اس بات سے یہی سمجھا گیا کہ رحم مادر میں انسانی تخلیق کی ابتدائی شکل جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کی سی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ایک عرصے تک یہ کہا جاتا رہا کہ قرآن پاک کی مذکورہ آیت سائنس سے متصادم ہے۔

حالانکہ قرآن کی دعوت کا مفہوم یوں تھا "ہم نے اس لوتھڑے کی بنائی بوٹی پھر بنائی بوٹی کی ہڈیاں پھر پہنا دیا ہڈیوں کو گوشت" اب جدید سائنسی اکتشافات سے یہ ثابت ہوا کہ رحم مادر میں بچے کی جسمانی تشکیل بالکل اسی انداز سے ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں سورہ المنومنون کی آیات 14 میں بیان ہوئے۔

پہلے ریڑھ کی ہڈی کا ڈھانچہ گوشت کا لوتھڑا میں نشوونما پاتا ہے۔، پھر جنین کے کچھ اور مخصوص خلیات ایک دوسرے سے جڑ کر ان ہڈیوں کے گرد غلاف سا بنا لیتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں:

"جدید سائنسی معلومات کے مطابق fertilized ovum ابتدائی مرحلے میں رحم کی دیوار کے اندر جما ہوا (embeded) ہوتا ہے 'جبکہ اگلے مرحلے میں وہ اس سے ابھر کر bulge out' کر کے دیوار کے ساتھ جونک کی طرح لٹکنے لگ جاتا ہے۔ اور یہی دراصل "علقہ" ہے۔"[54]

---

[53] Al-Muminūn,14:23

[54] Dr. Israr Ahmed, Byan ul Quran, 170/5. Shai Bukhari,Kitab Hadis Ul Ambia,Bab khalke Adam wa Zariya, p.33

قرآن کی سائنسی معنویت انور بن اختر کے نقل شدہ اقتباس سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے، وہ اپنی کتاب قرآن کے سائنسی انکشافات میں لکھتے ہیں۔

''کینیڈا کے مشہور ماہر جینیات ڈاکٹر کیتھ ایل مور نے اپنی تصنیف "دی ڈیو یلپنگ ہیو من" میں اسے کچھ یوں بیان کیا: "ساتویں ہفتے کے دوران ڈھانچہ پھیلنا شروع کرتا ہے اور ہڈیاں اپنی واضح شکلوں میں آجاتی ہیں، ساتویں ہفتے کے اختتام پر اور آٹھویں ہفتے کے دوران (گوشت کے) پٹھے، ہڈیوں کے گرد اپنی جگہ لے لیتے ہیں۔''[55]

کتنی عجیب بات ہے کہ یہ حقائق آج سے سوا چودہ سو سال پہلے جبکہ علم جینیات انتہائی ناقص حالت میں تھا، قرآن جدید ایمبریالوجی کی دریافتوں کے عین مطابق ہے۔ اور یہ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔

''تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' [56]

''اس کتاب کا اتارا جانا بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔''

نتائج البحث

1۔ سائنسی تفسیر عصر حاضر کے پیش آمدہ مسائل کا حل کلام اللہ کی روشنی میں جس اسلوب سے پیش کرتی ہے وہ اس کا امتیاز ہے، نئی نسل لادینی افکار، و نظریات سے متاثر ہو کر مسائل جدیدہ میں گھری ہوئی تھی اس کو سائنسی تفسیر نے حُسن اُسلوب سے حل کیا ہے۔

2۔ سائنسی تفسیر کی معنویت کے پیش نظر کئی مفسرین نے نئی نسل کو دعوت دین کے لئے اس رجحان کو اپنایا جس سے کافی اثرات مرتب ہوئے۔ قرآن فہمی کے حصول کے لیے یہ ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ اس کی وجہ سے قرآن مجید کا جو ذوق پیدا ہوا وہ سائنسی تفسیر کی مرہون منت ہے۔

3۔ قرآن مجید کا اُسلوب دعوت ہے کہ اس نے انسانی دل و دماغ کو اس کائنات کے مشاہد پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات سے قرآنی الفاظ کی مطابقت اسی مفروضہ پر مبنی ہے کہ یہ تحقیقات متعلقہ واقعہ کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو چکی ہیں اور اسی طرح مادی کائنات کے بارے میں قرآن کے اشارتی الفاظ کی تفسیر کے لیے بنی نوع انسان کو ضروری مواد حاصل ہو گیا ہے۔

4۔ قرآن کی سائنسی دعوت کی معنویت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی بھی انسان کے لئے خواہ وہ علم حیاتیات کا ماہر ہو نباتات کا عالم ہو، یا وہ ماہر موسمیات ہو، اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ قرآن حکیم کے بلیغ سائنسی اور تفسیری اشارات کے ذریعے کائنات کے جو انکشافات معلوم ہوئے ہیں وہ قرآن مقدس کی پیش کردہ دعوت کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں۔

---

[55] Anwer Bin Akhtar ,Quran k Scienci Inkshafat ,(Karachi:Adara e Ishat Islam ,October 2003AD)p. 335
[56] Al-Sajdah, 2:32

5۔ قرآن حکیم میں کئی ایسے حقائق کا انکشاف ہوا ہے کہ جدید سائنس ابھی تک ان کو نہ سمجھ سکی لیکن قرآن حکیم نے یہ حقائق اور راز انسان پر فاش کر دیئے ہیں۔ سائنس کو ان کی دریافت میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔

6۔ انسان اگر زمین وآسمان اور اس میں پیدا ہونے والے تخلیقات میں غور وفکر کرے تو دیکھے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انواع و اقسام کے بیشمار مفید تخلیقات پیدا کی ہیں، جو اس کے کمال قدرت کی طرف دعوت ایمان دے رہے ہیں، لیکن ایمان باللہ وہ عظیم ترین نعمت ہے جس کی توفیق اللہ ان لوگوں کو نہیں دیتا جو اس کی نشانیوں میں غور نہیں کرتے ہیں۔

7۔ سائنسی آیات کی تحقیق کا سب اہم فائدہ معرفت الٰہی کا حصول ہے، یعنی نظام ربوبیت کی تحقیق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی لازوال صفات ، واحدنیت ، قدرت ، علم ازلی، حکمت و مصلحت ، مخلوق پروری ، رحمت ، اور اس کی عجیب و غریب منصوبہ بندی وغیرہ کا پورا مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے جو وحدت الشہود کی منزل ہے ، اور اس منزل تک پہنچ جانے کے بعد انسان فکری اعتبار سے بھٹکنے کا موقع نہیں رہتا ہے۔

8۔ عصر حاضر میں قرآن کی سائنسی تفسیر نے ، دین کی دعوت میں ایسی ہم آہنگی پیدا کی کہ اسلام ہی عصر حاضر کا دین ہے۔ اور اس کے بیان کردہ اصول اور اکتشافات برحق ہیں ۔ تمام علوم خواہ وہ مادی ہوں یا روحانی ، سائنسی ہوں یا غیر سائنسی، سب کا مرجع و منبع یہی قرآن مجید ہے۔ قرآن کی اس دعوت سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علم دین اور علم فطرت میں اصلاً کوئی تعارض وتضاد نہیں ہے کیونکہ دونوں کا ایک مبدا ہے۔ وہ قرآن مجید ہے۔